بسم اللہ الرحمٰن الرحیم * نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلہ

بدر

BADR – QADIAN

عام قیمت پیشگی عہ

بذریعہ ضمیمہ درس قرآن مجید

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ مرزا غلام احمدؑ | Reg. No. L. CCLXXXVIII | مسیحِ وقت مہدی ہم مجدد

مع ضمیمہ درس قرآن مجید

(جلد ۱۰)

۱۴ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۹ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۱۶ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء مطابق ۳ چیت سنہ ۱۹۶۷

(نمبر ۲۰)

بھائیو! اگر قادیاں آؤ گے تم | اڈیٹر و منیجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | نورِ دینِ مصطفےٰ پاؤ گے تم

۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۹ھ

لاہور کے پیسہ اخبار نے جو تحریک عید میلاد کے بارے میں کی تھی. کہ اس روز تمام مسلمان نہائیں دھوئیں عید منائیں اس کا ذکر حضرت امیرالمومنین کی خدمت میں کیا گیا۔ تو آپنے فرمایا۔ اسلام میں تو صرف دو ہی عیدیں شارع اسلام علیہ السلام نے مقرر فرمائی ہیں یا جمعہ کا دن ہے۔

اس روز نہ تو مدرسہ احمدیہ (دینیات) میں تعطیل ہوئی ہے۔ نہ تعلیم الاسلام ہائی سکول اس تقریب کی وجہ سے بند ہوا۔ اور نہ کوئی یہاں لکچر وغیرہ ہوا۔ یہ طرز عمل دوسرے احمدیوں کے لئے بمنزلہ اسوۂ حسنہ ہے۔ دراصل اسلام ایک ایسا مذہب ہے۔ کہ اس پر عمل کرنے سے نہ تو امن میں خلل آتا ہے۔ نہ کوئی فساد برپا ہوتا ہے۔ میں نے کئی اخباروں میں یہ خبر پڑھ کر تعجب کیا۔ کہ امسال بارہ وفات اور ہولی دونو ہار اکھٹے ہیں خدا خیر کرے۔ مسلمان جو کچھ بارہ وفات کے دن چراغاں کرتے ہیں۔ کیا یہ کوئی اسلامی مسئلہ ہے؟

چودہواں رکن

صدر انجمن احمدیہ کے ممبروں میں سے ایک ممبر کی جگہ خالی تھی کیونکہ صاحبزادہ میرزا محمود احمدؐ صاحب تو پریزیڈنٹ ہیں اور حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب امیرالمومنین۔ اس لئے صاحبزادہ حضرت میرزا بشیر احمدؐ صاحب منتخب کئے گئے۔ جو نہایت ہی قابل مسرت بات ہے صاحبزادہ صاحب کی طبیعت معاملہ فہم اور متین واقع ہوئی ہے اس لئے یہ ایک قابل قدر اضافہ ہے۔ اللہ مبارک کرے۔

طریقِ معرفت

کسی بزرگ کا شعر ہے ؎ راہ حق ہرگز نیابی تا نگیری چار ترک۔
ترک دنیا۔ ترک عقبیٰ۔ ترک مولیٰ ترک ترک

اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے ایک روز جو فرمایا۔ اس کا خلاصہ اپنے الفاظ میں یہ ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ اپنے مولیٰ سے ایسی محبت کرے ایسے تعلقات بڑھائے کہ دنیا جو نام ہے خواہشات نفسانی کا۔ اور تتبع حرص و ہوا و رسم و رواج کا اسے ترک دے پھر یہاں تک محبت بڑھائے کہ بالفرض اگر اسے یقین دلایا جاوے۔ کہ عاقبت میں تجھے حور و قصور

(جنت نہیں ملیں گے تو بھی اس کی محبت میں کچھ فرق نہ آوے بلکہ یوماً فیوماً آگے ہی بڑھتا جاوے یہاں تک کہ اگر وہ یہ بھی سنے کہ تمہارا مولیٰ بھی تجھے نہیں ملیگا تو بھی اس کی ہمت پست نہ ہو اور ہار کر چھوڑنے کا خیال نہ کرے بلکہ اس ترک کو بھی ترک کر دے۔

عثمان بن مظعونؓ

ایک مشرک کی حفاظت (پناہ) میں تھے آپنے اسے کہہ دیا۔ خدا کے ہوتے تیری حفاظت کیا۔ اس کے بعد ایک دفعہ آپ نے ولید کا یہ شعر

الا کل شیء ما خلا اللہ باطل ✻ وکل نعیم لا محالۃ ذائل

سن کر پہلے مصرعہ پر صدقت اور دوسرے پر کذبت کہا تو ایک شخص نے آپکے منہ پر طمانچہ مارا جس سے آنکھ کو صدمہ پہونچا۔ مشرک نے طنزاً کہا دیکھا میری حفاظت کا نتیجہ۔ آپنے کہا خدا کی راہ میں تو میری دوسری آنکھ بھی اسی طرح حاضر ہے مگر تمہاری ضرورت نہیں۔

پاک مذاق

بعض لوگ ہر وقت سڑیل بنا رہنا اپنی شانِ اتقاء کا جزو اعظم سمجھتے ہیں لیکن ہم حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سوانح میں پڑھتے ہیں کہ گاہے گاہے پاک مذاق آپ بھی فرمالیا کرتے۔ ایک دفعہ آپنے فرمایا کوئی بڑھیا جنت میں نہ جائیگی ایک زن پیر گھبرا اٹھی۔ حضور نے مسکرا کر اسے بتایا کہ سب مومنہ عورتیں جوان جنت الفردوس میں جائیں گی (۲) ایک دفعہ کسی نے سواری عاریۃً مانگی۔ فرمایا اونٹنی کا بچہ ہے وہ کہنے لگا اس سے تو مشقت لینا ٹھیک نہیں آپنے مسکراتے ہوئے ارشاد کیا۔ کیا سب اونٹ اونٹنی کے بچے نہیں ہوتے (۳) چند اصحاب جن میں حضرت ابوتراب بھی تھے جناب رسالتمآب کے ساتھ کھجوریں کھا رہے تھے آپ اپنی گٹھلیاں حضرت علیؓ کے سامنے رکھتے جاتے اخیر پر فرمایا اپنے اپنے سامنے کی گٹھلیاں دیکھو تا زیادہ کھانے والے کا پتہ مل جاوے۔ جناب امیرؓ نے کہا یہ دیکھ لیا جاوے کہ کوئی گٹھلیوں سمیت ہی تو نہیں کھا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح

پیارے مفتی صاحب! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ الحمد للہ حضرت صاحب کی طبیعت روبصحت ہے۔ دو روز سے پیشاب کی کثرت میں تخفیف ہے

(بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پرو پرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے چھپکر شائع ہوا)

دکتبہ محمد حسین عفی عنہ

رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت انہ حمید مجید

مبارک مولود مسعود

بڑی خوشی بڑی مسرت کے ساتھ اللہ جل شانہ کی حمد کرتے ہوئے یہ مبارکبادی شائع کی جاتی ہے کہ ہمارے سید و مولی حضرت امام الانام علیہ الصلوۃ والسلام کے فرزند ارجمند میرزا شریف احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کے مشکوئے معلی میں آج بروز پیر ۱۳ مارچ ۱۹۱۱ء مطابق ۱۱۔ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ دنیا میں ہزاروں بچے آئے دن پیدا ہوتے ہیں مگر ہمارے لئے جو خصوصیت کے ساتھ شادمانی کا موقعہ ہے وہ یہ ہے کہ ایسی ولادتیں ان پیشگوئیوں کی ماتحت ہوتی ہیں جو کئی سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی زبان قلم سے ایک میں بچے کو سنائی جا چکی ہے اس قادر مطلق خدا نے یا ادریک ولا اجیبک واخرج منک قوماً فرمایا۔ سو اس کے مطابق ضرور تھا کہ جہاں آپ کو صالح اولاد دی۔ پھر اس اولاد کی اولاد بھی ہو۔ ہم اس تقریب پر حضرت ام المومنین علیہا السلام صاحبزادہ محمود احمد صاحب برادران کے بھائی مرزا بشیر احمد صاحب۔ پھر مکرم نواب محمد علی خان صاحب۔ میر ناصر نواب صاحب قبلہ اور پھر حضرت امیر المومنین کو مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ الٰہی تو اپنے فضل و کرم سے اس بچے کو منعم علیہم گروہ سے بنائیو۔ اور وہ تمام نعمتیں اور سب کمالات عطا کیجیو۔ جو جناب رسالتمآب علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات قدسی صفات کی طفیل ان کے بروز سیدنا المسیح الموعود علیہ سلام الصمد الودود کی ذاتیہ طیبہ کے لئے مقدر و معہود ہیں۔

۱۳۲۹ھ ۔ ۱۳۲۹ھ ۔ ۱۳۲۹ھ

ولادت باسعادت نبیرۂ امام ۔ خواجہ نافلہ تیار ۔ امام الانام غلام احمد

۱۳۲۹ھ

برخوردار شوکی

آپ کو اے مری سرکار مبارک ہووے
ایسا فرزند طرحدار مبارک ہووے
غنچۂ شاخ تمنا نے چٹک کر یہ کہا
پھول سے چہرے کا اظہار مبارک ہووے
یا مرے کھلے ہیں نہالان چمن ہو گئے نہال
ایسے گلرو کا انھیں پیار مبارک ہووے
کان امید سے چمکتا ہوا ہیرا نکلا
یہ دُرافشانی انوار مبارک ہووے
آنکھیں تاروں سی جبین چاندسی ابرو میں ہلال
غیرت مہر یہ رخسار مبارک ہووے

روشنی بخش جہاں اس کا وجود باجود
احمدی قوم کو صد بار مبارک ہووے

ملازمان دربار احمدی ۔ کارپردازان بدر ۔ قادیان

اس فرشتے پر دو مبارکبادیاں اور ہمارے پاس آگئیں جو درج ذیل ہیں ۔ عربی اشعار مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل مدرس دینیات کے ہیں اور اردو ہمارے میر ناصر نواب صاحب قبلہ کے ۔ یہ سب فی البدیہہ کہے گئے ہیں۔

بشرى لكم يا آل احمد ابشروا
هذا غلامٌ للشريف استبشروا
استبشروا ببشارة مرضية
ميلاد نجل شريف احمد ابشروا

فليهن مولد لمولينا امير المؤمنين وامنا والناصر
ولام ام المؤمنين وعمه محمود احمد والبشير بيشر
ولجد النواب مولينا على وكل من هو احمدى يحبر

آج کا دن کیا مبارک روز ہے
بلکہ شب بھی آج دل افروز ہے
تہنیت ہے چار جانب ہو رہی
غم کی ماں کونے میں ہے بس رو رہی
ہو رہا ہے دل خوشی سے باغ باغ
جل رہے ہیں گھی کے ہر جانب چراغ
کہہ رہا ہر اک مبارکباد ہے
جس کو دیکھو اس کا چہرہ شاد ہے
سنتے ہیں الحمد للہ کی صدا
کس سبب سے ہے یہ ناصر تو بتا
بے خبر تم ہو بتاؤں میں تمہیں
ایک خوشخبری سناؤں میں تمہیں
اک نیا مہمان گھر میں آیا ہے
خیر و برکت ساتھ اپنے لایا ہے
ہے شریف احمد کے بیٹا ہوا
دل کا بر آیا ہمارے مدعا
ہے مسیحا کا یہ پوتا نیک زاد
دن بدن ہو گھر میں ان کے ازدیاد
دادا اور نانا کا ہووے نیک نام
ہو ترقی اون کے گھر میں صبح و شام
یہ مبارک نسل جلدی سے بڑھے
آسمان عزت و شان پر چڑھے
دوست ہوں آباد دشمن پائمال
کل حوادث سے بچے یہ نونہال
عمر طبعی پائے با اقبال ہو
ایک بھی اس کا نہ بینکا بال ہو
باپ ماں کے زیر سایہ یہ جئے
دودھ اپنی ماں کا راحت سے پئے
دادی اور دادی کی اماں شاد ہوں
رنج و بیماری سے بس آزاد ہوں
شاد و خورم اس کے ہوں دونوں چچا
دکھ نہ پائیں کوئی بچہ اور زچا
آج خوش خوش پھرتے ہیں سب ضعیف
شاد اور بشاش ہے ہر اک نحیف
ان کو ہے امید کچھ مل جائے گا
غنچۂ دل اون کا بھی کھل جائیگا
کچھ گھر دن میں ان کے چندہ آئیگا
جس سے ہر خستہ جگر سکھ پائیگا
میر صاحب کچھ نہ کچھ دے دینگے مال
ہے ضعیفوں کا انھیں ہر دم خیال
ہے ضعیفوں کو یہی بس دل نشین
کچھ تو ہم کو دینگی ام المومنین
نانا صاحب کچھ عطا فرمائیں گے
ہم گھروں میں الغرض بس جائیں گے
چھوڑ ناصر تو یہ پیسوں کی ہوس
دے خلیفہ کو مبارکباد بس
جس کو ہے ہم سب سے یہ بڑھ کر خوشی
ہر خوشی سے ہے یہ بڑھ چڑھ کر خوشی

اس میں کچھ نہ کچھ دینگے وہ خوشی مال
کیونکہ پیارا ان کو ہے یہ نونہال

ایک نظم

ش ۔ شکر للہ کہ مراد آج مری بر آئی
ر ۔ رونق بزم طرب ایک ولادت ہوئی
ی ۔ یعنی پیدا ہوا لڑکا جو شریف احمد کو
ف ۔ فضل مولیٰ سے ہوئی ہے یہ طرب افزائی
ا ۔ ایسے مولود کو اللہ سلامت رکھے
ح ۔ حسن میں جس نے ہے یوسف کی وراثت پائی
م ۔ میں کہ مرزا کی غلامی پہ بڑا فخر کروں
د ۔ دل مشتاق سے دیتا ہوں مبارک بھائی

اہل حدیث کی غلط بیانی

خاتم النبیین پر ابن حزم جو مولوی سرور شاہ صاحب کے ایک مضمون کا حوالہ دے کر اس اظہار یہ اعتراض کرتا ہے جو مولوی شبلی کے سامنے ان الفاظ میں کیا گیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد دوسرا نبی آنے والا نہیں نہ نیا نہ پرانا۔ حالانکہ وہ ذکر میں کوئی تخالف نہیں۔ واقع میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نہ تو پچھلے نبیوں میں سے کوئی نبی آنے والا ہے جیسا کہ دوسرے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح بن مریم علیہ السلام پھر بجسدہ العنصری آئیں گے اور نہ کوئی ایسا نیا نبی پیدا ہونے والا ہے جو مستقل نبوت رکھتا ہو ہاں جو آنے والا ہے وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض یافتہ اور ان کے لئے بمنزلہ ظل کے فنا فی الرسول کے مقام پر ہوگا۔ چنانچہ میرے سید و مولیٰ فرماتے ہیں ؎

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

پھر الوصیت میں سید المرسلین کے خاتم النبیین ہونے اور اپنے منصب نبوت کی تشریح ان الفاظ میں فرمائی ہے اس تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں۔ مگر ایک دروازہ جو فرقان مجید نے کھولا ہے اور تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گزر چکیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آوے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا۔ مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے ہاں اُمتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آسکتے ہیں کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں بلکہ اس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے اور جبکہ کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے پس یہ ممکن نہ تھا کہ وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا کہ کنتم خیر اُمّۃ اخرجت للناس۔ اور جن کے لئے یہ دعا سکھائی گئی کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ ان کے تمام افراد اس مرتبہ عالیہ سے محروم رہتے اور کوئی ایک فرد بھی اس مرتبہ کو نہ پاتا اور ایسی صورت میں صرف یہی خرابی نہیں تھی کہ امت محمدیہ ناقص اور ناتمام رہتی اور سب کے سب اندھوں کی طرح رہتے بلکہ یہ بھی نقص تھا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت فیضان پر داغ لگتا تھا۔ اور آپ کی قوت قدسیہ ناقص ٹھہرتی تھی اور ساتھ اس کے وہ دعا جس کا پانچ وقت نماز میں پڑھنا تعلیم کیا گیا تھا اس کا سکھلانا بھی عبث ٹھہرتا تھا۔ مگر اس کے دوسری طرف یہ خرابی بھی تھی کہ اگر یہ کمال کسی فرد امت کو براہ راست بغیر پیروی نور نبوت محمدیہ کے مل سکتا تو ختم نبوت کے معنے باطل ہوتے تھے۔ پس ان دونوں خرابیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنافی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا اور اُمتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے ایسے طور پر کہ ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا بلکہ ان کے محویت کے آئینہ میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہوگیا اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا۔

پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود اُمتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا کیونکہ ایسی صورت کی نبوت نبوۃ محمدیہ سے الگ نہیں بلکہ اگر غور سے دیکھو تو خود وہ نبوت محمدیہ ہی ہے جو ایک پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوئی یہی معنے اس فقرہ کے ہیں جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسیح موعود کے حق میں فرمایا کہ نبی اللہ۔ و اِمامکم منکم۔ یعنی وہ نبی بھی ہے اور اُمتی بھی ہے ورنہ غیر کو اس جگہ قدم رکھنے کی جگہ نہیں مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے تا ہلاک ہونے سے بچ جائے۔

٭ باوجود اس کے یہ خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ نبوت تشریعی کا دروازہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالکل مسدود ہے اور قرآن مجید کے بعد اور کوئی کتاب نہیں جو نئے احکام سکھائے یا قرآن شریف کا حکم منسوخ کرے یا اس کی پیروی معطل کرے بلکہ اس کا عمل قیامت تک ہے۔ منہ۔

دوسری غلط بیانی

۳ مارچ کے اہل حدیث میں محبوب عالم صاحب قاضی گرداور لکھتے ہیں کہ وہاں کی جماعت احمدیہ میں سے ایک صاحب نے ہمیں لکھ دیا کہ دوسرے مسلمانوں کے پیچھے نماز جائز ہے یہ بالکل غلط ہے کیونکہ ان تحریروں کی جو نقل ہمارے پاس پہونچی ہے وہ سراسر محبوب عالم اور ان کے ہمخیالوں کو ملزم ٹھہراتی ہے چنانچہ انہوں نے یہ اقرار نامہ لکھ کر دیا ہے۔

نقل تحریر از طرف جماعت مخالف منجانب محبوب عالم چشتی قاضی گرداور بمشورہ محمد عظیم وغیرہ نقشبندیاں

میں بحیثیت قاضی گرداور تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ و علاقہ گوجرہ و قصبہ گوجرہ کی طرف سے لکھ دیتا ہوں کہ جو شخص کلمہ طیبہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پڑھتا ہے اور اُمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے وہ مسلمان ہے۔ چونکہ جناب مرزا صاحب قادیانی بھی اُمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے تھے۔ اس لئے جو شخص ان کو کافر یا کاذب کہے۔ وہ خود بموجب حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافر اور کاذب ہے، اور جو کوئی شخص کسی احمدی مسلمان کو کافر یا جھوٹا کہے۔ وہ خود کافر اور جھوٹا ہے۔ جو ہم نے فتوے جات دئے ہوئے ہیں۔ واپس لیتا ہوں لہٰذا یہ لکھ دیا کہ سند رہے۔

دستخط۔ مولوی محبوب عالم چشتی قاضی گرداور

(٭٭٭)

۶ مارچ - پرکاش لکھتا ہے۔ ؎

شام چھ مارچ پھر آئی رنج کھلانے کے لئے
خون رونے کے لئے آنسو بہانے کے لئے
یہ دن ہے وہی جس نے کہ برباد کیا حیف
ناشاد ہمیں غیر کو دل شاد کیا حیف
جلاد کو آمادہ بیداد کیا حیف
بسمل کو تہ خنجر فولاد کیا حیف
بر نخل تمنا کی اسی روز کٹی تھی
مارچ تھا یہی اور یہی اسکی چھٹی تھی

یہ وہی شام ہے جس کی نسبت پہلے خبر دی گئی تھی ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشان است ٭ بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

حضور اس یادگار کو قائم رکھنا چاہیئے کیون کہ خدا کے نشانوں کو زندہ رکھنے کی کوشش ایک نیک کوشش ہے۔

حافظ شیراز کسی پچھلے اخبار مین دیوان حافظ کا ذکر تھا حافظ صاحب کے معتقدین پر اتمام حجت کے لئے برادر عثمان جے پورے یہ تین شعر مع تشریح لکھتے ہین اور ثابت کرتے ہین کہ وہ مسیح کی وفات اور بروز سیدنا حضرت محمد علیہ الصلوۃ والسلام کی آمد اور تا قیامت نزول وحی کے قائل تھے لیکن میرے خیال میں ہمارے مسیح موعود کی صداقت ایسے ثبوتوں سے مستغنی ہے بہرحال وہ تین شعر یہ ہیں۔ ؎

(۱) مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے مے آید۔
کہ ز انفاس خوشش بوے کسے می آید۔
(۲) از غم و درد مکن نالۂ و فریاد کہ دوش
زدہ ام فالے کہ فریاد رسے می آید
(۳) کس ندانست کہ منزلگہ مقصود کجا است
این قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید

سوال اہل تشیع امروہہ از اہل سنتہ

(نقل)

جس شخص سے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ناراض ہوں وہ شخص کیسا ہے چنانچہ ناراضگی خاتون جنت کی صحیح بخاری سے جو معتبر کتاب اہل سنت والجماعت کی ہے ثابت ہے اگر اس بات کا جواب باصواب ہم کو ملیگا تو ہم داخل جماعت اہل سنت ہوجاوین گے۔ دستخط سید اختر حسین خوشنویس ساکن امروہہ محلہ دربار کلان ضلع مراد آباد

الجواب ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ ہمارا جواب بھی صرف کتاب اللہ اور اصح الکتب بعد کتاب اللہ سے ہی ہے۔ اگر کوئی صاحب اہل تشیع مین سے اس کا جواب تحریر فرماویں تو وہ بھی صرف انہین دونوں کتابون سے تحریر ہو ورنہ قبول نہ ہوگا۔ ان تائید مین اگر کوئی روایت ان دونوں کی موید یا مبین ہو تو ہر دو فریق اس کے مجاز ہین جو فریق اس شرط سے تجاوز کریگا اس کا فرار متصور ہوگا اور یہ شرط اس لئے کی گئی ہے کہ سائل نے بھی اس پر عمل کیا ہے اور ایسے اعتراضات واہیہ کے جواب میں اہل سنت کی طرف سے کتب ضخیمہ تصنیف ہوچکی ہیں سائل ان کا مطالعہ کرے۔ اب ہم کہتے ہین کہ ہاں مسلم ہے کہ حضرت صدیق اکبر رض کی اوائل خلافت مین مقدمہ میراث فدک فیصلہ کو پیش ہوا تھا اور مین حضرت صدیق اکبر کی طرف سے نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکنا صدقۃ ۔ جواب ملا تھا یعنی (ہم گروہ انبیاء نہ وارث ہوتے ہیں ہم اور نہ کوئی وارث ہمارا ہوتا ہے جو چیز کہ ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے) اور چون کہ فدک اموال فی مین سے تھا جس کی تقسیم اوس کے مصارف مین خود اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل فرمادی ہے۔ ما افاء اللّٰہ علیٰ رسولہ من اھل القریٰ فللّٰہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل الآیہ ۔ یعنی اور جو مال خدا نے اپنے رسول کو ان بستیون کے لوگوں سے مفت میں دلوا دئے وہ اللہ کا حق ہے اور رسول کا اور رسول کے قرابتدارون کا اور یتیمون کا اور محتاجوں کا اور بے توشہ مسافرون کا ۔ لہٰذا صدیق اکبر رض نے موافق ارشاد نبوی و حکم کتاب اللہ کے اوس کی تقسیم مصارف مذکورہ میں جاری رکھی اور حضرت فاروق نے اسی تقسیم مصارف کیواسطے حضرت علی رض کی تحویل مین کر دیا تھا۔ مگر حضرت علیؓ نے چندہی مدت تک اپنی تحویل مین رکھ کر پھر واپس خلافت کی تحویل مین کر دیا اور اسی لئے حضرت عثمان کی خلافت میں بھی وہی تقسیم مندرجہ آیت کریمہ کے سوتی رہی اور حضرت علی کی خلافت مین بھی اوس کے مصارف وہی جاری رہے چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے۔ فاجریٰ ابوبکر ذلک علےٰ ما کان یجریہ الرسول صلعم ینفق منہ علیٰ من کان ینفق علیہ الرسول ویجعل ما بقیٰ فی السلاح والکراع وکذلک عمر جعلہ فی ید علی لیجریہ علیٰ ھذا المجرا وردّ ذٰلک فی اٰخر عہد عمر الی عمر وقال انّ بنا غنی وبالمسلمین حاجۃ الیہ وکان عثمان یجریہ کذٰلک ثم صار الی علی فکان یجریہ ھذا المجریٰ فالائمۃ الاربعۃ اتفقوا علیٰ ذٰلک ۔ یعنے ذیس جاری کیا ابوبکر رض نے اس کو اوسی طریقہ پر کہ جاری کرتے تھے اوس کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرچ کرتے تھے اس مال سے حضرت ابوبکر صدیق اسی طریقہ پر کہ خرچ کرتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو مال کہ باقی رہتا تھا خرچ کرتے تھے اوس کو گھوڑون اور ہتھیارون مین اور اسی طرح حضرت عمر ابن الخطاب نے اوس کو علی رض کے ہاتھ دیا کہ جاری کرین اوس کو اوسی طریقہ پر اور رد کیا اسکو علی رض نے آخر عہد عمر مین طرف عمر کی اور کہا کہ ہم کو غنا حاصل ہے اور مسلمان حاجتمند ہین اس کے اور حضرت عثمان بھی جاری کرتے تھے اسی طریقہ پر پھر ہوگیا وہ مال طرف حضرۃ علی کی پس وہ بھی اس کو اسی طریقہ پر تقسیم کرتے تھے) پس ائمہ اربعہ کا اس تقسیم پر اتفاق ثابت ہوا اور چون کہ یہ روایت مؤید صحیح بخاری کے ہے لہٰذا تحریر کی گئی اور جبکہ حضرت عمر رض نے حضرت علی رض اور حضرت عباس سے اور نیز دیگر صحابہ سے قسم دلا کر پوچھا کہ کیا اس کے مصارف آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین بموجب آیت مذکورہ کے ہی تھے تو انہون نے حلفیہ بیان کیا کہ ان ہی تھے چنانچہ صحیح بخاری مین ہے۔ ثمّ قال لعلی وعباس انشدکما باللّٰہ ھل تعلمان ذٰلک قالا نعم ۔ الحدیث

شیعہ صاحبان اس مقدمہ مین کہتے ہین کہ حضرت فاطمہ اس فیصلہ صدیقی سے جو مطابق کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور باتفاق خلفاء اربعہ اور موافق بیان حلفیہ شیر خدا اور خود اون کے عمل کے تھا سخت ناراض رہین کہ اپنی وفات تک اون سے کلام بھی نہ کیا ۔ سو دریافت طلب یہ امر ہے کہ وہ ایسی کیون ناراض رہین کیون کہ کسی مومن کا یہ فعل نہین ہوسکتا کہ قرآن مجید کے احکام اور سنت رسول سے ناراض رہے۔ فلا وربّک لا یؤمنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیما ۔ معہذا حضرت علی رض کا حلفیہ بیان بھی جھوٹا ہوا جاتا ہے اور پھر اون کا عمل درآمد جو اپنی حالت اقتدار خلافت مین جاری رکھا باطل ہوا جاتا ہے نعوذ باللہ منہ ۔ کیا حضرت فاطمہ کا ایسا ہی ایمان تھا ۔ جو آیت فلا وربک مین بیان ہوا ۔ ثم نعوذ باللہ منہا مجیب اس بارہ مین صرف صحیح بخاری کی روایت کو جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے تسلیم کرسکتا ہے اور کسی دوسری کتاب کی روایات رطب و یابس کو قبول نہ کریگا ۔ لہٰذا کتاب اللہ اور صحیح بخاری سے اس کا رد کیا جاوے اور چون کہ ہم حضرت فاطمہ رض کو جگر گوشۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتقاد کرتے ہیں لہٰذا اس روایت کے معنے جو وہ بھی حضرت عائشہ کا فہم ہے فوجدت یا فہجر تہ ولم تتکلم حتیٰ ماتت وارد ہے ۔ یہ معنے کرتے ہین کہ میراث فدک کے بارہ مین تاعمر کچھ کلام نہ کیا اور اس سوال کے کرنے سے تنگ دل ہوئین اور یہی معنے واقعی اور صحیح ہین یا اس کو ترک کر دیا ۔ ورنہ بموجب من گھڑت روایات شیعوں کے تو حضرت فاطمہ کا ایمان تک بھی باقی نہین رہتا ۔ ثم نعوذ باللہ منہ ۔ اور آیت یوصیکم اللّٰہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین الآیہ کے مخاطب اُمت کے لوگ ہین نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو باتفاق جملہ صحابۂ کرام و خود باتفاق و حلفیہ بیان حضرت علی رض کے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ نہیں ہے بموجب ارشاد صدیق اکبرؓ کے انما یاکل اٰل محمدؐ من ھذا المال ۔ انکا حق حسب الحکم آیت مذکورہ کے کافی دوانی ہر چہار خلافت میں دیا گیا ۔ پس شیعہ صاحبان پر لازم ہے کہ اپنے خیالات کے بموجب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ایمان ثابت کریں اہل سنت کے نزدیک تو ان کا ایمان ایسا کامل ہے کہ سوال میراث پر بھی اون کو دلتنگی حاصل ہوئی اور امر میراث کے بارہ میں تا عمر کلام تک نہ کیا ۔ الحاصل جواب کتاب اللہ سے اور سنت اصح رسول اللہ سے اور عملدرآمد حضرت علی کرم اللہ وجہ سے جو صحیح بخاری سے ہو دیا جاوے نہ روایات ضعیفہ موضوعہ سے ۔ کیونکہ سائل نے بھی صحیح بخاری ہی سے تمسک کیا ہے ۔ اور نہ روایات معارض کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے اور من گھڑت کہانیاں سب ہم کو معلوم ہیں ہمارے روبرو اون کا بیان کرنا تحصیل حاصل ہے ۔ بس آگے رہی خلافت اور امامت خلفائے ثلثہ کی ۔ سو اس کی اثبات حقیت کے لئے آیت استخلاف موجود ہے وہ کافی ہے اگر کسی صاحب کو اس آیت میں گفتگو کرنا منظور ہو ۔ تو حسب شرائط مسلمہ فریقین ہم حاضر ہیں آپ بھی کسی عالم کو منتخب فرما لیں بالفعل مختصراً اس قدر عرض ہے کہ جن لوگوں نے حضرت خلیفہ اول سے بیعت کی اون کا ایمان ایسا ہی کامل ہے جیسا کہ حضرت شیر خدا کا ایمان کامل تھا کیونکہ احادیث اصح الصحاح سے ثابت ہے کہ حضرت شیر خدا نے بھی اون سے بیعت کر لی تھی خواہ کسی وجہ سے چند ماہ کے بعد ہی سہی پس اگر شیر خدا کا ایمان کامل ہے تو ان کا ایمان بھی ویسا ہی کامل ہے اور اگر شیر خدا کا نعوذ باللہ ایمان ناقص ہے تو خیر ان کا بھی ناقص سہی ۔

وسیاتی بحث الخلافۃ ۔ انشاء اللہ تعالےٰ ۔ راقم محمد حسن (فاضل امروہی)

منکرین مسیح محمدی سے ایک سوال

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَر

یعنی تیرا دشمن ہی ابتر ہے امید ہے کہ ہمارے مخاطبین اس بات کے ہوں گے کہ

قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت شریفہ میں خداوند کریم نے ایک ہی زبردست پیشگوئی فرمائی ہے ۔ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آج تک ہر زمانہ میں ہوتی رہی اور آئندہ بھی پوری ہوتی رہے گی یعنی ہر صدی کے سر پر خداوند کریم اس امت مرحومہ میں سے تجدید دین کے لئے مجدد اور ملہم مبعوث فرماتا رہا جو مخاطبہ مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہو کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد کے زندہ ثبوت کا مصداق ہوتے رہے اس کی تائید حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ یبعث علی راس کل مأئۃ سنۃ الخ کے مضمون سے بھی ہوتی ہے ۔

اب سوال یہ ہے کہ قرآن مجید و حدیث شریف کی متذکرہ بالا پیشگوئی آیا گذشتہ صدیوں ہی کے لئے تھی یا موجودہ اور نیز آئندہ صدیوں کے لئے بھی ہے ؟

اگر ہمیشہ کے لئے ہے تو آپ لوگ اس چودہویں صدی کے مجدد و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روحانی بیٹے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں داخل ہو کر سعادت دارین کیوں نہیں حاصل کرتے ؟

اگر آپ لوگ اس صادق امام الزمان کو قبول نہیں کرنا چاہتے تو برائے مہربانی دنیا کے کسی حصہ میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کسی ایسے شخص کا وجود پیش کریں جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا اصلی معنوں میں روحانی بیٹا کہلانے کا مستحق ہو اور اس نے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو کر تجدید دین کا بیڑا اٹھایا ہو ۔ ورنہ آپ کے عقیدہ سے یہی ثابت ہو گا کہ آپ لوگ معاذ اللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابتر ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

خداوند کریم تو اس اُمت کو خیر امت کا خطاب عطار فرما کر خلقت کی ہدایت کا جلیل القدر عہدہ عطار فرماتا ہے مگر آپ ہیں کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاذ اللہ ابتر ثابت کرنے کی کوشش میں ہیں ۔ ع

بریں مسلمانی بباید گریست

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند ۔ مگر مدفون یثرب را نہ دادند این فضیلت
ہمہ عیسائیان را از مقال خود مدد دادند ۔ دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

راقم ۔ غلام نبی ۔ کلکتہ

کچھ عورتوں کی نسبت

اگرچہ اب زمانہ بہت کچھ مہذب ہو چلا ہے اور چند ہی تاریک خیال لوگ ہوں گے جو عورتوں کو اس مکروہ حالت (جاہلیت) میں رکھنا چاہتے ہوں اور ساتھ ہی نامناسب خلاف اسلام پردہ میں قید ۔ مگر پھر بھی بہت سے دنیا دار ہیں جو کہ عورتوں کو قید اور اندھا گونگا (یعنی جاہل) رکھنا چاہتے ہیں ۔ اور اس کے ساتھ سخت افسوس کی بات ہے اور واللہ میرا دل بے حد تڑپتا ہے جب کہ ہماری اپنے ہاتھوں ہی مٹی پلید ہوتی ہے یعنی عورتیں ہی زیادہ اس بات پر قائم ہیں کہ ہم جاہل اچھی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم پڑھی ہوئیوں سے بہت اچھی ہیں کہ نہ سُنا نہ عمل کیا ہم بخشی جاویں گی ۔ افسوس صد افسوس ۔ میرا دل بھر آتا ہے ۔ جب کہ ان پڑھ ساس بیچاری تشدد بد ہو سے کوئی زنانہ پرچہ پڑھتے ہوئے ہاتھ سے لے لیتی ہے اور ہزار ہا ہزار باتیں سناتی ہے ۔ بہو بیچاری بیمار ہے اور ترستی ہے کہ تازہ ہوا ملے مگر ساس کہتی ہیں نا بیٹی رات کو بھی برقعہ اوڑھ کر باہر نکلنا شریفوں کا شیوہ نہیں ؟ خداوند کریم دونو جہان میں لاکھ لاکھ آسائشیں اور رحمتیں بخشے ۔ ہمارے مسیح علیہ السلام کو جس نے اصل اسلام کا چہرہ دکھلا کر بیچاری عورتوں کو دوزخ کے تاریک گڑھے سے (جو جیتے جی ان کو ملا ہوا تھا) بچایا ۔ اور ان کے سرتاجوں کو ان کی کچھ قدر ذہن نشین کر دی ۔ کہ یہ بھی دنیا میں کوئی زندہ مخلوق ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ تو رات دن کی تفسیروں میں احکام فرقان حمید سے عورتوں کی حقوق کی طرف خاص طور پر متوجہ ہیں ۔ یہاں تک کہ ایک دن فرمایا عورت کی دلداری کرنی چاہیئے ۔ فرمایا اس کے برخلاف کیا جاوے تو اسے بے حد صدمہ ہوتا ہے ۔ اگرچہ اپنی دینداری کے باعث اپنے آپ کو ضبط کرے مگر تاہم نہیں ضبط کر سکتی اس لئے عورت کے برخلاف کیا جاوے تو نرمی سے اسے ذہن نشین کیا جاوے کہ فلاں بات میں یہ نقصان ہیں اور اس میں یہ نفع ۔ سبحان اللہ ہمارا امام کس قدر رحم دل ہے ۔ کہ ایک ضعیف عورت کے لئے یہ حکم کہ اب اس کے برخلاف کوئی بات بھی نہ کرے ۔

اس طرح میں نے پڑھا ہے کہ اسلام میں حضرت نبی کریم صلعم کے وقت اور ان کے بعد بڑی بڑی عالمہ فاضلہ خاتونیں تھیں مگر ان کو یہ علم و فضل کس کی وجہ سے ملا ۔ مردوں کی وجہ سے ورنہ وہ خود تو ترقی نہیں کر گئی تھیں چنانچہ تواریخ اسلام کی ورق گردانی کرنے سے بہت سی خاتونان اسلام کے عمدہ عمدہ کارنامے اور موتیوں کے تولنے قابل نصائح ملتی ہیں لکھا ہے کہ ام الخیر ایک لائق فائق خاتون گزری ہے حضرت معاویہ نے والی کوفہ کے نام فرمان بھیجا کہ ام الخیر بنت حریش کو دربار میں بھیجدے اگر اس نے تمہاری نسبت رائے عمدہ ظاہر کی تو نیک اجر دیا جاویگا ۔ اگر برا خیال ظاہر کیا تو سزا دی جائیگی ۔ والی کوفہ نے جب یہ حکم سنایا تو ام الخیر نے کہا کہ مجھے امیر المومنین سے کچھ عذر نہیں میں تو خود حاضر ہونے کو تیار تھی ۔ رخصت کرتے وقت والی نے دریافت کیا کہ میری نسبت کیا رائے ظاہر کرے گی ۔ ام الخیر نے کہا کہ اے شخص مجھے امید ہے کہ تو نے احسان مجھ پر کیا ہے وہ ہرگز تجھ کو طمع نہ دیگا بلکہ میں جھوٹ

...ں کروں اور نہ تیرا مجھ سے تعارف تجھ کو ...سے مایوس کریگا کہ سوائے حق کے مین کوئی بات تیری ...بت کہوں۔ سبحان اللہ! کیا اس زمانہ کی تعلیم یافتہ عورت کو بھی ایسی جرأت ہوسکتی ہے کہ ایسی فصیح کلام اور پھر ایک مقتدر صاحب حکم کے سامنے کرے ہرگز نہیں پھر دیکھو خلیفہ وقت کو کیا عمدہ جواب دیا۔ جب دمشق پہونچی۔ تو خلیفہ نے اسکو اپنے حرم مین اُتارا۔ جب ایک دن جبکہ ایوان خلافت حاضرین سے بھرا ہوا تھا اسے اپنے پاس بُلایا۔ اُم الخیر وہان آئی اور کہا السلام علیکم یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ معاویہ نے کہا وعلیک السلام یا ام الخیر۔ مین کس طرح اس نام کا مستحق ہوگیا جس سے تو نے مجھے پکارا۔ کہا یا امیر المؤمنین لکل اجل کتاب۔ یعنے ہر امر کا ایک وقت مقرر ہے بخدا مجھے تو اس کے اس جواب پر وجد آگیا نہ خوشامد کی نہ ...ن بھی تو اب تک۔ باوجود کئی صدیان گذرنے کے ایسی ...ن کے کارنامے ہمارے لئے کیا مردوں کے واسطے ...قابل رشک اور سبق آموز ہین۔

اسی طرح صدیقہ عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی باتین ...فاضلانہ تہین حالاں کہ ان کی عمر بہت چھوٹی ...تا سے ہی اندازاً ۲۲۱۰ حدیثین ... ہین آپ کا ...ے کے دن کا خطبہ بہت فصیح ہے۔ مجھے تو ان کی ...عجیب پیاری لگتی ہین۔

...دیث شریف میں ہے ایک دفعہ حضرت عمر فاروق ...رعنہ نے ایک مسئلہ مین فرمایا یعنی غسل جنابت ...سر کھول کر دہویا جاوے تاکہ بالون کے نیچے تک پانی ...تو عورتین حضرت صدیقہ پاس آئین کہ یہ تو دقت کی ...ہی۔ فرمایا جاؤ عمر رضی اللہ عنہ سے کہدو کہ وہ ...کہ عورتین سر منڈا ہی ڈالین۔ مگر باوجود اس علم ...کے انھوں نے دولت و مال سے عروج نہین پایا ...عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کو ایک لاکھ بھیجے۔ آپ نے اسی وقت اقربا و فقرا مین بانٹ دئے ...اس روز آپ روزہ سے بھی تھین اور گھر مین ...ری کے لئے کچھ نہ تھا۔ خادمہ نے کہا شام کو کیا ...ین گے ایک درہم تو رکھ لیتے ہین کہ روزہ افطار ہو ...فرمایا اگر تو یاد دلاتی تو رکھ لیتی۔ تبھی حضرت سرور ...ان نے فرمایا ہے کہ دو تہائی دین اپنا عائشہ سے ...کرو) حضرت صدیقہ شاعرہ بھی تھین خدا تعالے ...نازل فرماوے ان پر اور ہمیں توفیق دے کہ ان ...بقدم چلین۔ والسلام۔ اہلیہ اکمل قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک غلط فہمی کا ازالہ

کچھ عرصہ ہوا کہ مین نے اپنے بزرگوں یعنے سکھ صاحبان مین تبلیغ کے متعلق ایک مختصر رسالہ کئی ہزار چھاپ کر شائع کیا جس مین گورو نانک صاحب کے اصل مذہب کا بیان ہے۔ سو مین نے جو اپنے اس لیکچر ہذا کے صفحہ ۱۰ اخیر ڈائیڈیشن مین یہ لکھا کہ "گورو نانک علیہ الرحمۃ کے بعد جو گورو اور گدی نشین ہوئے ان مین بعض ناخلف تھے"۔ اس سے صرف یہی مراد ہے کہ گورو نانک دیوجی کے بعد جو گورو ہوئے ہین ان مین بعض ایسے بھی ہوئے اور اب بھی ہین جنھوں نے حقیقی تقویٰ اور پاکیزگی کا وہ نمونہ نہین دکھایا جو گورو نانک صاحب سکھا گئے تھے اور وہ راستبازی اور خدا تعالیٰ کی باریک راہوں پر ایسے زور سے قدم نہین مارتے تھے۔ جیسے کہ گورو نانک صاحب نے ان تمام مراتب سلوک کو طے کیا تھا۔ بالفاظ دیگر یوں کہنا چاہئیے کہ گورو نانک صاحب ایسا خدا پرست مرد خدا گذرے ہین ... عذر گذار ہو گذرا ہے کہ بعد کے گوروؤن مین سے بعض ایسے پایہ کے بزرگ اور لائق نہ تھے جیسے کہ گورو نانک علیہ الرحمۃ ہوئے ہین اور یہ ایسا امر ہے کہ واقعات پر مبنی ہونے کی وجہ سے کوئی متنفس بھی اس سے انکار نہین کر سکتا۔ اسلام تو ایک ایسا صلح اندیش مذہب ہے کہ اس نے یہ بھی جائز نہین رکھا کہ مٹی کے خود تراشیدہ بتون کو بھی سب وستم سے یاد کیا جاوے۔ چہ جائیکہ کسی گورو یا قومی سردار کی ذاتیات پر حملہ کیا جاوے۔ مین تو مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد گورو نانک دیوجی پر اس سے ہزار گنا زیادہ ایمان رکھتا ہون جتنا کہ بحالت کفران کا ادب اور لحاظ کرتا تھا ہان یہ سچ ہے کہ جیسے مین گورو نانک صاحب اور ان کے کردار اور گفتار کو خدا کی رضا پر مبنی سمجھتا ہون اور اعلیٰ درجہ کا ان کو بزرگ اور خدا کا اوتار سمجھتا ہون ویسے کسی اور گورو گدی نشین کو نہین سمجھتا۔ جس کا مین نے مفصل حال اور بیان اپنے لیکچر مین لکھا ہے۔ مگر اس سے یہ مراد ہرگز نہین کہ مین گویا دوسرے گوروؤن کی نندیا کرتا ہون ٭

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

خاکسار عبدالرحمان نومسلم (سابق مہر سنگھ) ہیڈ ہائی سکول وسکرٹری سادھ سنگت۔ قادیان۔ مورخہ ۲۴ فروری سنہ ۱۹۱۱ء

(٭٭٭)

سفر ناصر

جناب ایڈیٹر صاحب بدر! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گذارش ہے کہ اس عاجز کا ارادہ سفر کا مدت سے تھا لیکن بسبب بیماری حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام قادیان مین رکا رہا اب چونکہ آنجناب کو صحت ہے۔ اور مین بدن صحت رو بترقی ہے یہ عاجز دور الضعفاء کے لئے چندہ لینے اب بطرف ملتان۔ ڈیرہ غازی خان و ڈیرہ اسمٰعیل خان لائل پور کی طرف جانا چاہتا ہے۔ لاہور سے یہ دورہ شروع ہوگا لاہور سے ملتان لائن پر منٹگمری۔ بیدوالہ۔ کبیر والہ وغیرہ ہوتا ہوا ملتان جاؤنگا وہان سے مظفر گڑھ پھر ڈیرہ غازی خان دلبتی رندان وغیرہ ہوکر واپس ڈیرہ اسمٰعیل ہونگا۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ آگے جہان کا ارادہ ہوگا ان سے احباب کو مطلع کیا جاویگا۔

میر ناصر نواب۔ قادیان۔ ۸ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

مکرر یہ کہ شروع دورہ ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء یا اس کے بعد سے ہوگا احباب مطلع رہین ٭

(٭٭٭)

حافظ آباد مین حضرت خواجہ صاحب کا لیکچر

(الٰہی مذہب پر)

اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ صاحب کو تبلیغ دین قویم کے لئے خاص طور پر چن لیا ہے۔ اور ان کے دل مین ایسی لگن لگادی ہے کہ انھین ہر وقت یہی فکر رہتی ہے کہ تمام ہندوستان کے لوگون کو صراط مستقیم پر قائم کردین اور مقام شکر ہے کہ ان کی مبارک کوششین بار آور ہوتی نظر آتی ہین ایسی صورت مین جبکہ قریباً ہندوستان اور پنجاب کے تمام بڑے بڑے شہران سے اکتساب انوار کر چکے تھے۔ ہماری جماعت اور جو ضلعی جماعت مانگٹ و پیرکوٹ کے دل مین حضرت خواجہ صاحب سلمہ ربہ کو مدعو کرنے کا خیال پیدا ہوا اور چونکہ حافظ آباد ان تمام دیہاتی جماعتون کے درمیان ہے اور ایک شہر کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے اسی جگہ لیکچر کرانے کی تجویز پسند کی گئی۔ بہت سی لگاتار کوششون کے بعد خواجہ خواجگان نے ۵ مارچ کا وعدہ فرمایا۔ اس لئے احمدی برادران کی رہائش کے لئے فوراً عمدہ عمدہ مکانات اور کوٹھیان ان کے مالکون سے مانگ لی گئین اور لنگر کا انتظام نہایت عمدہ کر دیا گیا اور کیسی خوشی کی بات ہے کہ لیکچر کے لئے آریہ سماج نے اپنا وہ مکان جہان وہ خود جلسے کیا کرتے ہین ہماری درخواست کے بغیر ہی دے دیا اور کئی ہندو اصحاب نے انتظام جلسہ مین امداد دی یہ امر حضرت خواجہ خواجگان کی ہر دلعزیزی کا صریح ثبوت ہے۔ سنیچر وار شام کی گاڑی پر حضرت خواجہ صاحب بمعیت اخویم مکرم ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب و مولوی غلام رسول صاحب تشریف لائے جنھین اخویم سید احمد حسین صاحب نائب تحصیلدار برادر خورد ڈاکٹر صاحب کے گھر مین اتارا گیا۔ اتوار کے دن بعد از طعام چاشت جناب مولوی غلام رسول صاحب نے پُر اثر وعظ فرمایا جس مین اللہ تعالے کے صفات حسنہ اور قرآن کریم

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت پر لطیف دلائل بیان کی گئیں۔ ہندو اصحاب بار بار پوچھتے تھے کہ کب خواجہ صاحب کا لیکچر ہوگا۔ آخر یہ برگزیدہ انسان ایک بجے کے بعد جلوہ افروز ہوا۔ پھر کیا تھا۔ مشتاقانِ دیدار پروانہ وار گرنے لگے اور ذرا سی دیر میں بے شمار لوگ جمع ہو گئے۔ ابتداً درثمین کی نظم

جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلمان ہے

ایک احمدی بھائی نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ پھر اخویم مکرم ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے نہایت درد انگیز لہجہ میں قرآن کریم کی تلاوت کی۔ اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب سلمہ ربہ اُٹھے۔ کلمہ شہادت کے بعد آپ نے قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا .... لانفرق بین احد منہم ونحن لہ مسلمون۔ پڑھی آپ کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے۔

انسان کے تمام اعضاء وجوارح اکثر امور میں اضطراراً مسلمان ہیں۔ مثلاً قوت باصرہ ذائقہ سامعہ وغیرہ اپنے فطری افعال کے لئے مجبور ہیں۔ ہاں بعض امور میں انہیں اختیار دیا گیا ہے۔ مثلاً زبان سے خواہ بُرا بولیں خواہ بھلا۔ ایسا ہی بعض باتوں میں دیگر اعضاء کو بھی اختیار دیا گیا ہے۔

اس کے بعد قانون قدرت اور گیتا کے حوالہ سے تمام دنیا میں حسب ضرورت انبیاء کے آنے کو ثابت کیا اور اس کی تائید میں قرآن مجید سے آیات پڑھ کر سنائیں فرمایا کہ تمام قوموں نے الہام کو اپنے ہی تک محدود کر کے اللہ تعالیٰ کو طرفداری کرنے والا ٹھیرایا ہے۔ لیکن قرآن کریم ابتدا ہی میں الحمد للہ رب العالمین کہہ کر اس تعصب کے خیال کو توڑتا اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت عامہ کو ثابت کرتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ تمام ممالک میں متفرق انبیاء آ چکے لیکن ان کی تعلیمات پر عملدرآمد نہ رہا اور تمام دنیا میں یکدم کفر وضلالت چھا گئے اور وہ باتیں جو آج نفرت سے دیکھی جاتی ہیں انہیں مذہب کی خوبیاں سمجھا گیا۔ مثال کے طور پر ہندوستان اور عرب کا حوالہ دیا گیا کہ وہاں کس طرح بدیوں کا سیلاب مخلوق خدا کو غارت کر رہا تھا لیکن عرب ان تمام بدیوں کا جامع تھا۔ جو مختلف ممالک میں منفرد طور پر پائی جاتی تھیں اس واسطے ضروری تھا کہ یا تو مختلف ملکوں میں انبیاء آتے یا ایک ہی عظیم الشان نبی کل دنیا کے لئے آتا لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ تمام دنیا کو ایک برادری میں لانا چاہتا تھا اور وہ وقت بھی آ چکا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی عظیم الشان نبی عرب میں پیدا کیا۔ اور عرب ہی اس نعمت کا مستحق تھا اس کے بعد ختم نبوت پر دلائل دیئے۔ فرمایا کہ کرشن موسیٰ عیسےٰ وغیرہ تمام انبیائے کرام اپنے بعد کسی نبی کے آنے کی خبر دیے گئے ہیں اور اپنی شریعت کو غیر مکمل کہہ کر ایک مکمل اور مستقل شریعت کا منتظر بنا گئے ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الیوم اکملت لکم دینکم فرما کر آیندہ کے لئے کسی نئی شریعت اور نئے شارع کا انتظار نہیں رہنے دیا اسی ضمن میں فرمایا کہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے بعد ایک مسیح کی بشارت فرما گئے ہیں لیکن یہ بات ختم نبوت کے منافی نہیں کیونکہ آنے والا مسیح امامکم منکم کے ارشاد کے ماتحت ایک اُمتی ہے نہ کہ صاحب شریعت۔ فرمایا کہ اس مسیح کا نام ہی غلام احمد ہے اور وہ فرماتا ہے ؎

من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم ہستم وز خداوند منذرم

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت مرزا صاحب کا وجود ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے اس کے بعد فرمایا کہ ہندو بدھ عارف کے بعد کسی برگزیدہ انسان کا پتہ نہیں دیتے اور سوامی دیانندجی فرماتے ہیں کہ کورو چھتر کی جنگ کے بعد وید کا عالم کوئی نہیں رہا اس طرح عیسائی پہلی صدی عیسوی کے بعد کسی بزرگ کا پتہ نہیں دیتے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین میں ہر زمانہ میں ایسے انسان ہوتے رہتے ہیں جن کا کامل تعلق خدا تعالیٰ سے تھا۔ مثلاً جناب پیر دستگیر داتا گنج بخش معین الدین اجمیری۔ فرید شکر گنج مجدد الف ثانی۔ سید احمد بریلوی شاہ ولی اللہ دہلوی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم اس سے ثابت ہوا کہ الٰہی مذہب دین اسلام ہی ہے جس کے ساتھ الٰہی نصرت شامل ہے۔ فرمایا۔ کہ ہندوؤں میں ایک مقدس انسان باوا نانک علیہ الرحمۃ ہوا ہے لیکن اس کے چولہ وغیرہ سے اس کا اسلام ثابت ہے پھر فرمایا کہ تمام الہامی کتابوں کی زبان کا صفحہ دنیا سے مٹ جانا اور صرف قرآن کریم کی زبان کا زندہ رہنا ثابت کرتا ہے کہ اب خدا کی نصرت صرف اسی پاک کتاب کے شامل حال ہے۔

اس کے بعد مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر صدی کے شروع میں ایک مجدد کی خبر دی ہے اور تیرہ گذشتہ صدیوں میں مجدد آتے رہے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ باوجود تیس سال صدی میں سے گذرنے کے مجدد نہ آوے۔ پھر فرمایا کہ دنیا میں کیسے کیسے عذاب آئے زلزلہ۔ طاعون قحط وغیرہ۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ پس جب ایسے بڑے عذاب آ چکے ہیں تو یا تو تمہیں حضرت مرزا صاحب کو ماننا پڑیگا یا خدا کے کلام کے منکر اور مکذب ٹھیرو گے۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب کے سوائے کسی اور نے دعویٰ امامت نہیں کیا۔ فرمایا کہ ان تمام عذابوں کے وقوع سے پیشتر حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ السلام ان عذابوں سے لوگوں کو ڈرا چکے تھے پھر مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بتاؤ اس زمانہ میں دین اسلام کی حفاظت کون جماعت کر رہی ہے کونسی جماعت اعمال حسنہ کی پابند ہے اور کس کے دل میں اشاعت اسلام کا جوش ہے جلسہ مذاہب کلکتہ میں کن لوگوں نے اسلام کا بول بالا کیا ہے اسکا جواب یہی ہے کہ وہ احمدی جماعت ہی ہے جسکو حضرت امام علیہ السلام نے گندگی زندگی سے نکال کر تقدس کے مقام پر پہونچا دیا ہے اور اشاعت اسلام کا جوش ان کے رگ و ریشہ میں بھر دیا ہے۔

اس کے بعد آجکل کی گدیوں اور گدی نشینوں کی گندی حالت کا مقابلہ حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ سے کیا اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کا نقش دلوں پر بٹھایا۔

غرض دو گھنٹہ تک سامعین کو محو حیرت بنائے رکھا۔ اور ہندو اور مسلمانوں کے دل میں احمدیت کی صداقت کو نقش کر دیا اس وقت بازار میں خواجہ صاحب کا ہی ذکر خیر ہو۔ ہندو کہتے ہیں مہاراج خواجہ صاحب بہت کھلے پرش ہیں اور اون کو ہمارے مذہب کی کیسی واقفیت ہے یہاں تک کہ اسلام کی دشمن آریہ سماج بھی انہیں کے گُن گاتی ہے اس وعظ کے اثر سے بہت سے غیر احمدی بیعت کر چکے ہیں اور بہت سے لوگ جو سیدنا مسیح موعود کے مخالف تھے وہ اب حضرت اقدس اور ان کی جماعت کے مداح ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ حضرت خواجہ صاحب پر اس سے بھی بڑھ کر فضل کرے جنھوں نے ایسے شہر میں جہاں اسلام کی حالت ناگفتہ بہ ہے اسلام کا بول بالا کیا ہے۔

اخیر میں اخویم سید احمد حسین صاحب نائب تحصیلدار و اخویم چودہری ناصر الدین المعروف نانا و چودہری محمد خان وجہان خان و اخویم محمد حیات صاحب کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے جنھوں نے اس مبارک کام میں بہت حصہ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

خاکسار اللہ دتا احمدی ہیڈ پرشین ٹیچر سکول حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ

نوٹ۔ جماعت احمدیہ مانگٹ نے اسی روپے خواجہ صاحب کو بطور سفر خرچ کے دئے لیکن اونہوں نے دار الامان میں بھیج دئے سبحان اللہ! کیسی پاک جماعت ہے اس کے مقابلہ میں کرایہ کے ٹٹو مولویوں کو دیکھیں کہ کس طرح وعظوں کے شرح مقرر کر رکھتے ہیں تو ان پر افسوس آتا ہے کہ نالائقوں نے وعظ و نصیحت کو محض دنیا کمانے کا ذریعہ بنا رکھا ہے ❊

احکام امیر حضرت امیر المؤمنین کی خاص خاص نصائح اور مجربات امور متعلق مجربہ دعائیں اور اوراد وظائف منشی فرزند علی صاحب ہیڈ کلرک دفتر میگزین فیروزپور نے ایک دو ورقہ پر چھپوائے

خطبہ نکاح

۹۔ مارچ عصر کے بعد صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب نے ایک لطیف خطبہ نکاح پڑھا۔ فرمایا کہ انسان کی مختلف ضرورتیں ہیں جو خدا تعالیٰ نے مہیا کر دی ہیں پیدا ہوتے ہی سانس کے لئے ہوا کی ضرورت ہے جو بڑی کثرت سے موجود ہے۔ پھر غذا کی ضرورت ہے تو ماں کی چھاتیوں میں پہلے ہی دودھ موجود ہے پھر بوجہ کمزوری کسی ہمدرد و مددگار کی ضرورت ہے تو وہ انسانوں (ماں باپ) کے ساتھ اس کا تعلق کیا اور ان کے دل میں اس کی محبت ڈالی ہے پھر قوت حافظہ دے رکھی ہے۔ تا بڑی عمر کو پہونچ کر خود کام کرنے کی قابلیت پیدا ہو پھر اور آسائش کے سامان بہم پہونچانے میں نیک مشورہ کے لئے تمام انسان پیدا کئے ہیں۔ پھر آخرت کی منزل تک پہونچانے کے لئے رہنما بھیجے۔ نسل کے قیام کے لئے مرد و عورت دو حصے کر دئے انسان کا گھر بنایا اور اس کا ہمدرد پیدا کیا اگر نکاح کا معاملہ نہ ہوتا اور خدا نے انسان کے اندر فطرتاً اس کی خواہش نہ رکھی ہوتی۔ تو کئی لوگ ایسے ہوتے جن کا کوئی بھی دوست نہ ہوتا۔ اور پھر وہ مشکلات میں پڑتے۔

پس ان ضروریات کے مہیا کرنے پر نظر کر کے انسان پکار اٹھتا ہے۔ الحمد للہ نحمدہٗ۔ یعنے سب سامان زندگی اسی نے بنائے وہی سب تو بیوں کا مالک ہے۔ پھر ان سب سامانوں سے کام لینا بھی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں اس لئے نستعینہ کہنا سکھایا۔ کہ ہم اسی سے استعانت مانگتے ہیں پھر انسان کی اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے کامیابیوں میں توقف پڑ جاتا ہے اس لئے نستغفرہ سکھایا کہ ہم ان کمزوریوں کی حفاظت اسی سے طلب کرتے ہیں پھر کوتاہیوں سے بچنا ہی کامیابی کی راہ نہیں بلکہ ترقیات کے لئے اس کے وعدوں پر ایمان ضروری ہے اور جو راہیں اس نے بتائی ہیں ان پر یقین کرنا اس لئے نؤمن بہٖ و نتوکل علیہ سکھایا۔ پھر ممکن ہے کہ انسان مشکلات کے دور ہونے پر آرام کی زندگی میں خدا سے غافل ہو اور اس کے احکام کی خلاف ورزی کرے اس لئے یہ کہنا سکھایا کہ نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیّات اعمالنا۔ دنیا میں جو کام ہوتے ہیں خدا ہی کے فضل سے اسی کے قوانین کے ماتحت ہو سکتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ہدایت کی راہوں پر چلیگا تو ہدایت پائیگا۔ اگر ضلالت کی راہیں اختیار کریگا۔ تو ہلاکت میں پڑے گا۔ اسی لئے فرمایا۔ من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہٗ۔ پھر یہ دکھانے کے لئے کہ انسان اگر ترقی کرے تو کہاں تک کر سکتا ہے اور اس کا معبود و مطلوب کس عظمت و شان کا ہے یہ پڑھا جاتا ہے ونشہد ان لا الٰہ الا اللہ ونشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ۔ کہ وہ مولا جب ترقی دیتا ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا انسان بنا دیتا ہے۔ عیسائیوں کے لئے تو مشکل تھی۔ کیونکہ ان کا عقیدہ ہے۔ کہ انسان ماں کے پیٹ سے ہی گنہگار پیدا ہوتا ہے اور وہ پاک نہیں ہو سکتا اور آریوں نے بھی اسے جونوں کے چکر میں ڈالا اور انسان سے پھر حیوان بنایا ہے لیکن مسلمانوں کا خدا تو قادر مطلق خدا ہے اور ان کے سامنے جس انسان کا اعلےٰ نمونہ پیش کیا گیا ہے وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا عدیم المثال برگزیدہ ہے پس اگر یہ کسل سے کام لیں تو ان پر افسوس ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ غیر قومیں سستی سے کام لیتیں۔ مگر برخلاف اس کے خود مسلمان سست ہو رہے ہیں حالانکہ تمام کامیابیوں کی راہیں ان کے آگے کھولدی گئیں اور پھر نمونہ بھی بتا دیا۔ میاں بیوی کے تعلقات خوشگوار رکھنے کے لئے ان آیات و خطبہ میں تمام راہیں بتا دی گئی ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ خطبہ جمعہ کے دن بھی پڑھا جاتا ہے جسمیں بڑا اجتماع ہوتا ہے اور پھر اس اجتماع کے وقت جو گو بظاہر ایک مرد و عورت کا ہے مگر درحقیقت ان سے کئی انسانوں کی نسل چلنی ہوتی ہے۔ مسلمانوں کو ان راہوں پر بڑی توجہ سے چلنا چاہیئے۔ اور خدا کا شکر بجا لانا چاہیئے کہ ان کی اصلاح کے لئے ہر صدی پر خدا کے فرستادے آتے رہتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام کا تعلق خدا سے بالخصوص ہے کیونکہ علاج اسی عضو کا ہوتا ہے جو جسم کے ساتھ ہو۔ جو انگلی کٹ چکی ہو اس کٹے ہوئے ٹکڑے کو کوئی شفاخانہ میں نہیں لے جاتا بلکہ اسی کا علاج ہوتا ہے جس کا تعلق جسم سے قائم ہو۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے گھروں میں جنتی زندگی پیدا کریں۔ فقط

یہ خطبہ اس تقریب پر ہے کہ منشی عبد الحق صاحب پوسٹ ماسٹر ٹمن جو حضرت مولانا نور الدین صاحب کے برادر زادہ مولوی دار علی صاحب میانی کے فرزند اکبر ہیں ان کا نکاح مرزا محمود بیگ صاحب کی بھانجی کے ساتھ دو سو روپیہ مہر پر قرار پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جوڑے کو مبارک کرے اور ان کو ان برکات سے متمتع کرے جو اس تعلق میں مقصود شارع ہیں۔ اللھم آمین

حاجی حج کرآئے

حاجی پیر غلام غوث محمد صاحب قریشی سکنہ گوریکی اور حافظ حاجی احمد اللہ صاحب ناگپوری حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت ام المؤمنین کی طرف سے حج کرنے گئے تھے۔ جو بخیر و عافیت واپس آ گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک

اس سال اور کئی احمدی بھی حج سے مشرف ہوئے۔ مثلاً مستری موسیٰ صاحب۔

مردم شماری

۱۰۔ ۱۱۔ مارچ کی شب مردم شماری ہو گئی اس رات بارش ہو رہی تہی اس لئے پڑتال کنندوں کو بہت دقت پیش آئی۔

جمعہ کے دن سے لیکر منگل کی صبح تک برابر بارش ہوتی رہی تم الباری بھی ہوئی پھاگن میں ساون بھادوں کا نظارہ دیکھا اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

جنازہ غائب۔ حضرت اقدسؑ کے لنگر خانہ کے باورچی میاں کریم بخش صاحب بھی آج ۱۴۔ مارچ ۱۹۱۱ء کو اس دار فانی سے عالم جاودانی کو سدھارے۔ مرحوم اپنے کام میں بہت ہوشیار تھا اور مرتے دم بھی آرزو کی کہ مجھے حضور مغفور کے قدموں میں دفن کیا جاوے احباب جنازہ غائب پڑھ دیں۔ مقبرہ بہشتی میں دفن ہوا

قاتل نہیں قاتل

ہائے حسینؓ مظلوم ٹریکٹ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل شیعہ تھے۔ ۴ جلد کے لئے ۳؍ کے ٹکٹ۔ ملنے کا پتہ۔ خادم حسین خادم۔ لال کوٹھی۔ سول لائن۔ دہلی

مفرح یاقوتی

طیار کردہ حکیم محمد حسین صاحب مہتمم کارخانہ مرہم عیسےٰ لاہور۔ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی مصدّقہ ہے اعضائے رئیسہ کو طاقت دیتی ہے بہی مفرح اور مقوی ہے ہر قسم کی ضعف و سستی اور نا طاقتی کو دور کرتی ہے دفتر اخبار بدر سے بہ ادائے قیمت نقد مبلغ للعہ بذریعہ قیمت طلب پارسل ملسکتی ہے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جیسے ہیضہ ڈاکٹر برمن کا عرق کافور ہے اور ۳۶

جب کسیکو ہیضہ ہوتا ہے تو اس کے گھر میں ایسی پکار پڑ جاتی ہے اور گھبرا کر یہی کہتے ہیں کہ اگر پہلے ہی تھوڑا سا سوچ تو یہ تکلیف ہی کیوں اٹھانا پڑے کیوں نہیں ایک شیشی عرق کافور لیکر گھر ڈال رکھتے ہو یہ عرق کافور ۲۶ برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوائی ہے گرمی کے دست پیٹ کا درد اور تلی کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۸؍ معہ محصولڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵؍

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچہ دار کو یہ دوا گھر میں رکھنا چاہیئے یہ عرق ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں کی مانند ہے۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کر نامی دوا فروش نے بنایا ہے ریاح کے لئے یہ دوا نہایت مفید ہے۔ پیٹ کا پھولنا۔ ڈکار کا آنا۔ بدہضمی۔ اشتہار کا کم ہونا یہ سب ریاح کی علامتیں دور ہو جاتی ہیں۔ گود کے بچے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی دوائی نہیں ہے۔ قیمت فی شیشی ۸؍ محصولڈاک ایک شیشی سے چار تک ۵؍